## علمی تحقیق

# خروجِ ''یاجوج ماجوج'' کے بارے میں اِسلامی عقیدہ

## قرآن وحدیث کی تصریحات اور اہلِ حق کی تحقیقات کی روشنی میں

مولانا محمد معاویہ سعدی

استاذ تخصص فی الحدیث مظاہر علوم سہارنپور

ہمارا یہ دور ''فتنوں'' کا دور کہلاتا ہے، علمی، عملی، فکری، تہذیبی، سیاسی، سماجی اور اخلاقی فتنوں کی باڑھ ہے کہ پوری دنیا، بالخصوص پورے اسلامی معاشرے کو تہ وبالا کیے ہوئے ہے۔

اِس مزعومہ سائنسی دور میں سب سے زیادہ جو چیز فتنے کا شکار ہوئی ہے وہ ہمارا ''ایمان بالغیب'' ہے۔

**اِیمان نام ہے:** کسی چیز پر ایسا یقین کرلینا کہ کسی کے شک وشبہ پیدا کرنے سے بھی اس میں تزلزل اور کمزوری نہ آئے۔

اور شریعت کی اصطلاح میں ''ایمان بالغیب'' کا مطلب ہوتا ہے: جو چیزیں انسانی حواس کے اِدراک اور بشری عقل کی رسائی سے بالاتر ہیں، اور ان سے متعلق ''مخبر صادق'' (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اِثباتاً، یانفیاً کوئی خبر دی ہے، اس کو بلا چون وچرا تسلیم کرلینا، اور دل سے اس پر یقین کرلینا۔

''اِیمان بالغیب'' ہی حقیقی اِسلام کی کسوٹی ہے، اس لیے اسلام میں یہ مسئلہ طے شدہ ہے کہ کتاب وسنت سے یقینی طور پر ثابت شدہ کسی حکم، یا خبر کو تسلیم کرنے کے لیے، اس کے عقل یا تجربہ میں آنے کی قید لگادینا، یہ صریح گمراہی اور ضلالت ہے۔

اور کتاب وسنت کے الفاظ کے ظاہری اور متبادر معنیٰ سے بلاوجہِ شرعی کے عدول کرنا بھی جادۂ شریعت سے انحراف ہے۔

قیامت، علاماتِ قیامت، آخرت اور مابعد الموت کے تمام اَحوال ''غیب'' ہی سے تعلق رکھتے ہیں، اس لیے ان امور سے متعلق نصوصِ شرعیہ میں وارد تفصیلات کو مِن وعَن تسلیم کرنا، اور انہی کے مطابق اپنا فکر

وعقیدہ تشکیل دینا، یہ ایمان بالغیب کا مقتضیٰ ہے۔

غیب سے متعلق صحیح نصوص کے ہوتے ہوئے سائنسی مزعومات، مغربی تحقیقات اور انسانی نظریات کو قابلِ یقین، یا لائقِ تقلید سمجھنا سخت گمراہی اور بے غیرتی کی بات ہے۔

ظہورِ مہدی، خروجِ دجال، نزولِ عیسیٰ، یاجوج ماجوج، دابۃ الارض، اور مغرب سے طلوعِ شمس جیسے اُمور کو قیامت کی بڑی بڑی علامتوں میں شمار کرایا گیا ہے، ان کے اپنے اپنے وقت میں وقوع اور ظہور کا اِجمالی یقین رکھنا ''ایمان بالغیب'' کے مطالبے میں داخل ہے، اس لیے اِن اُمور کی صداقت اور حقانیت میں کسی قسم کا شک وشبہ منافیٔ اِیمان ہے۔

البتہ اِجمالی ایمان کے بعد، حالات وواقعات پر ان کا انطباق، کہ مثلاً ''مہدیٔ موعود'' کون ہوسکتا ہے؟ ''دجال'' کا مصداق کون ہے؟ ''نزولِ عیسیٰ'' کب اور کیسے ہوگا؟ یاجوج ماجوج کون ہیں؟ کہاں ہیں؟ ان کا خروج کب ہوگا؟ ......... ان سب سے متعلق شرعی حکم یہ ہے کہ اگر یہ تفصیلات نصوصِ صحیحہ میں وارِد ہوئی ہوں تو ان کو بعینہٖ تسلیم کرنا ضروری ہے، اور اگر نصوصِ صحیحہ میں کوئی تفصیل نہ ملے تو بس اِجمالی ایمان ہی کافی ہے۔

یہاں یہ یاد رکھنا چاہیے کہ کسی بھی علامت کی تلاش اور کسی بھی خبر کے انطباق میں اُصولِ شریعت کا پاس اور نصوصِ صحیحہ کا لحاظ بہرحال ضروری ہوگا، لہٰذا کسی آیت یا روایت کی کوئی ایسی تشریح ناقابلِ قبول ہوگی جو اُس کے ظاہر سے بعید ہو، یا اُس تشریح کی بنا پر دیگر آیات وروایات کا اِنکار، یا اُن سے اِعراض لازم آتا ہو۔

آج کل مہدی، دجال، عیسیٰ اور یاجوج ماجوج وغیرہ سے متعلق عقلی مزعومات، سائنسی تجربات اور مغربی تحقیقات کے حوالے سے مختلف قسم کے شکوک وشبہات پیدا کرنے کی خطرناک کوشش کی جارہی ہے، نصوصِ صحیحہ میں وارد تفصیلات کو نظر انداز کرتے ہوئے کہیں ''مہدویت'' اور ''عیسویت'' کا دعویٰ چل رہا ہے، تو کہیں دجال اور یاجوج ماجوج وغیرہ سے متعلق ایسی باتیں آرہی ہیں جو اُصولِ شریعت، اور نصوصِ صحیحہ کے معارض اور ان سے متصادم ہوتی ہیں۔

اس کی تازہ مثال یاجوج ماجوج سے متعلق ایک مشہور شخصیت کا یہ بیان کہ:

> ''یاجوج ماجوج اقوامِ مغرب اور یورپین اقوام کا نام ہے، اور کچھ نہیں ہے، مجھے کم سے کم اس میں کوئی شک نہیں ہے''۔

یہ دس منٹ کے دورانیہ پر مشتمل ایک بیان کا اقتباس ہے جو سوشل میڈیا پر موجود ہے، اور اِس سے بہت سے خالی الذہن حضرات کو غلط فہمی اور شکوک وشبہات پیش آرہے ہیں، اِس لیے ضروری محسوس ہوا کہ اِس مسئلے سے متعلق اہلِ حق کا نقطۂ نظر بھی پوری وضاحت کے ساتھ پیش کردیا جائے، وباللہ التوفیق۔

## یاجوج ماجوج کی تحقیق قرآنِ کریم کی روشنی میں:

حضرت مولانا حفظ الرحمن صاحب سیوہارویؒ "قصص القرآن" (۳/۱۴۵) میں فرماتے ہیں:

"ذوالقرنین، یاجوج ماجوج اور سدّ (دیوار) کی بحث کے بعد سب زیادہ اہم مسئلہ یاجوج ماجوج کے اُس خروج کا ہے، جس کا ذکر قرآن عزیز نے کیا ہے، اور اس مسئلہ کی اہمیت اس لیے اور بھی بڑھ جاتی ہے کہ اس مسئلہ کا تعلق علاماتِ قیامت سے ہے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ خروجِ یاجوج کا مسئلہ کہ جس کی خبر قرآنِ عزیز نے بطور پیشین گوئی کے دی ہے، ایسا مسئلہ نہیں ہے کہ جس کو محض ظنی قیاسات سے حل کرلیا جائے، اور جب کہ اس مسئلہ کا تعلق قرآن عزیز کے اِخبارِ مَغیبات سے ہے، تو پھر اس کے متعلق فیصلہ کرنے کا حق بھی قرآنِ عزیز (یا اَحادیثِ نبویہ) ہی کو پہنچتا ہے، نہ کہ ظن وتخمین کو"۔ انتہی

یاجوج ماجوج کا تذکرہ قرآن کریم میں دو جگہ آیا ہے:

۱— : سورۂ کہف کے گیارہویں رکوع کے اواخر میں، ذوالقرنین کے تفصیلی قصے کے ضمن میں۔

۲— : سورۂ انبیاء کے ساتویں رکوع میں، قیامت کے بیان کے ضمن میں۔

اَلف : سورۂ کہف میں اِس واقعہ کی تفصیل اِس طرح وارِد ہوئی ہے:

۱— {وَيَسْأَلُونَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ قُلْ سَأَتْلُو عَلَيْكُمْ مِنْهُ ذِكْرًا، إِنَّا مَكَّنَّا لَهُ فِي الْأَرْضِ وَآتَيْنَاهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا} [الکھف: ۸۳-۸۴]۔

(اور یہ لوگ آپ سے ذوالقرنین کا حال پوچھتے ہیں، آپ فرمادیجیے کہ میں اُس کا ذکر ابھی تمہارے سامنے بیان کرتا ہوں، ہم نے اُن کو روئے زمین پر حکومت دی تھی، اور ہم نے ان کو ہر طرح کا سامان دیا تھا)۔

پھر چند آیات کے بعد ذوالقرنین کے قصے میں یہ تفصیل ملتی ہے:

۲— {حَتَّى إِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِنْ دُونِهِمَا قَوْمًا لَا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ قَوْلًا، قَالُوا يَا ذَا الْقَرْنَيْنِ إِنَّ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلَى أَنْ

تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا} [الکھف :۹۳-۹۴]۔

(یہاں تک کہ جب [ذوالقرنین ایک ایسے مقام پر] پہنچے [جو] دو پہاڑوں کے درمیان [تھا]، تو اُن پہاڑوں سے اِس طرف ایک قوم کو دیکھا جو [اختلافِ لسان کی بنا پر] کوئی بات سمجھ نہیں پا رہے تھے، انھوں نے [ترجمان کے ذریعہ ذوالقرنین سے] فرمائش کی کہ اے ذوالقرنین! یاجوج وماجوج اِس سرزمین پر بڑا فساد مچاتے ہیں، تو کیا ہم لوگ آپ کے پاس کچھ سرمایہ جمع کرکے لائیں؟ جس سے آپ ہمارے اور اُن کے درمیان روک بنادیں)۔

۳- {قَالَ مَا مَكَّنِّي فِيهِ رَبِّي خَيْرٌ فَأَعِينُونِي بِقُوَّةٍ أَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا، آتُونِي زُبَرَ الْحَدِيدِ حَتَّى إِذَا سَاوَى بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ قَالَ انْفُخُوا حَتَّى إِذَا جَعَلَهُ نَارًا قَالَ آتُونِي أُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا} [الکھف:۹۵،۹۶]۔

([ذوالقرنین نے] جواب دیا کہ جس مال میں مجھے میرے رب نے [تصرف کرنے کا] اختیار دیا ہے وہ بہت ہے، سو تم میرا تعاون بس محنت مزدوری سے کرو، تاکہ میں تمھارے اور ان کے درمیان مضبوط دیوار بنادوں، تم لوگ میرے پاس لوہے کی چادریں لے آؤ، یہاں تک کہ جب [ذو القرنین نے] اُن دونوں پہاڑوں کے سروں کے درمیان کو برابر کردیا، تو کہا: دھونکو، یہاں تک کہ جب اُسے آگ بنادیا تو کہا کہ اَب میرے پاس پگھلا ہوا تانبا لاؤ، تو میں اس پر ڈال دوں)۔

۴- {فَمَا اسْطَاعُوا أَنْ يَظْهَرُوهُ وَمَا اسْتَطَاعُوا لَهُ نَقْبًا، قَالَ هَذَا رَحْمَةٌ مِنْ رَبِّي فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ رَبِّي جَعَلَهُ دَكَّاءَ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّي حَقًّا} [الکھف:۹۷-۹۸]۔

(سو [وہ دیوار ایسی ہوگئی کہ] نہ تو [یاجوج وماجوج] اُس پر چڑھ سکتے تھے، اور نہ اُس میں نقب ہی لگا سکتے تھے، [ذوالقرنین نے] کہا: یہ میرے رب کی ایک رحمت ہے، پھر جس وقت میرے رب کا وعدہ آئے گا تو وہ اُس کو ڈھا کر برابر کردے گا، اور میرے رب کا ہر وعدہ برحق ہے)۔

۵- {وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَمُوجُ فِي بَعْضٍ وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَجَمَعْنَاهُمْ جَمْعًا} [الکھف :۹۹]۔

(اور اُس روز ہم اُن کو چھوڑیں گے اِس حال میں کہ وہ [اپنی کثرت اور یکبارگی نکلنے کی بنا پر] ایک دوسرے میں گڈمڈ ہو رہے ہوں گے، اور صور پھونکا جائے گا، پھر ہم سب کو جمع کریں گے)۔

ب :اور سورۂ انبیاء میں مختصر طور پر یاجوج ماجوج کا تذکرہ اِس طرح کیا گیا ہے:

{حَتَّى إِذَا فُتِحَتْ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ، وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَإِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ أَبْصَارُ الَّذِينَ كَفَرُوا يَاوَيْلَنَا قَدْ كُنَّا فِي غَفْلَةٍ مِنْ هَذَا بَلْ كُنَّا ظَالِمِينَ} [الأنبياء:۹۶-۹۷]۔

(یہاں تک کہ جب یاجوج وماجوج کھول دیئے جائیں گے، اور وہ ہر بلندی سے نکلتے ہوں گے، اور سچا وعدہ نزدیک آپہنچا ہوگا، تو بس پھر ایک دم سے یہ قصہ ہوگا کہ منکروں کی نگاہیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی، کہ ہائے کم بختی ہماری کہ ہم اس سے غفلت میں تھے، بلکہ ہم قصوروار تھے)۔

## قرآنی بیان سے حاصل شدہ نتائج:

قرآنِ کریم کے اِن دونوں مقامات میں مذکور تفصیلات سے مندرجہ ذیل حقائق اور عقائد ثابت ہوتے ہیں، جن پر ایمان ویقین رکھنا ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے:

۱— یاجوج وماجوج: ایک فسادی قبیلہ (یا قوم) ہے، جو ہزاروں برس سے اِسی کرۂ اَرضی اور روئے زمین پر موجود ہے۔

۲— یہ قبیلہ اُس وقت ایسے دو پہاڑوں کے پیچھے آباد تھا جن دونوں کے اِس طرف عام متمدن انسانی آبادی پائی جاتی تھی۔

۳— یاجوج ماجوج کو آس پاس کے قبائل اور علاقے میں شر وفساد مچانے سے روکنے کے لیے ایک سدّ (رَدم/آہنی دیوار) تعمیر کی گئی تھی۔

۴— یہ دیوار ایک مؤمن صالح بادشاہ نے تعمیر کی تھی جس کو ''ذوالقرنین'' کہا جاتا تھا۔

[واضح رہے کہ یہ مشہور فاتح ''سکندر رومی'' سے الگ کوئی بادشاہ تھے، یہ مؤمن تھے، جب کہ ''سکندر'' کا ایمان لانا ثابت نہیں، پھر اس کے فتوحاتی اسفار میں ''شمال'' کا کوئی ذکر نہیں ملتا، جب کہ محققین کے نزدیک ذوالقرنین نے یہ ''سدّ'' معمورۂ عالم کے جانبِ شمال ہی میں تعمیر کی تھی]

۵— دیوار جس وقت تعمیر کی گئی تھی اُس وقت وہ اتنی طویل وعریض اور اتنی مضبوط و مستحکم تھی کہ یاجوج ماجوج نہ اُوپر چڑھ کر، اُس کو پھاند کر آسکتے تھے، اور نہ ہی اُس میں نیچے سے نقب لگا کر سوراخ کرسکتے تھے۔

۶— بعد میں قربِ قیامت میں جب رب کے وعدہ کا وقت آجائے گا اُس وقت وہ دیوار بھی منہدم ہوجائے گی، اور اُن کے پسِ دیوار سے نکلنے کی راہ بھی ہموار ہوجائے گی۔

اِن مذکورہ حقائق میں سے کسی بھی حقیقت کا اِنکار، یا اُس میں کسی قسم کا شک وشبہ، ایک قطعی اَمر کا اِنکار، اور ایک یقینی اَمر میں تردد ہے، جو بلاشبہ موجب کفر ہے۔

## یاجوج ماجوج کی تحقیق حدیث کی روشنی میں:

یاجوج ماجوج سے متعلق صحیح احادیث کے ذخیرے میں مندرجہ ذیل حدیثیں اہم ہیں:

(۱) صحیح بخاری (۳۳۴۸) ومسلم (۲۲۲) میں حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ:

''رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام سے فرمائیں گے کہ آپ اپنی ذریت میں سے ''بعث النار'' (جہنمیوں) کو الگ کیجیے، وہ عرض کریں گے: اے رب! وہ کون ہیں؟ اِرشاد ہوگا کہ ہر ایک ہزار انسانوں میں سے نوسو ننانوے، صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین یہ سن کر سہم گئے، اور دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! (یہ ایک ہزار میں سے نوسوننانوے اور ایک کا تناسب کس لحاظ سے ہوگا؟) اور وہ (ایک ہزار میں سے جہنم سے بچ جانے والا خوش نصیب) اکیلا جنتی کون ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (اتنا) غم نہ کرو، کیوں کہ یہ تقسیم اس طرح ہوگی کہ اُن نوسوننانوے جہنمیوں میں سے تم (عام انسانوں) میں سے تو کوئی ایک شخص ہوگا، اور باقی یاجوج ماجوج ہوں گے''۔

(۲) اسی طرح کی حدیث ''مستدرکِ حاکم'' (۱/۱۸) میں حضرت عمران بن حُصین ؓ سے مروی ہے، اُس کا مضمون کچھ اِس طرح سے ہے:

''آپ نے فرمایا: جان لو اور خوش ہو جاؤ، کیوں کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے کہ تمھارا (اے امتِ محمدیہ!) یہ شمار دو ایسی مخلوق کے ساتھ ملا کر ہوگا جو کہ دونوں کسی مجمع کے ساتھ شامل نہیں ہوتیں مگر اُس کو زیادہ کر دیتی ہیں: اُن میں سے ایک تو یاجوج وماجوج ہیں، دوسرے آدم اور ابلیس کی وہ نسل اور ذریت ہے جو اَب تک گذر چکی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ وضاحت سن کر صحابہ ؓ کو تسلی ہوئی، اور جان میں جان آئی''۔

(۳) صحیح مسلم (۷۲۹۳) میں حضرت نوّاس بن سَمعان ؓ سے علاماتِ قیامت، بالخصوص دجال اور یاجوج ماجوج کے خروج سے متعلق ایک بہت طویل روایت مروی ہے، جس میں ہمارے موضوع کے مناسب یہ تفصیل نہایت قابلِ توجہ ہے:

''[آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:] عیسیٰ علیہ السلام (قتلِ دجال کے بعد) ابھی اسی حال میں ہوں گے کہ حق تعالیٰ کا حکم ہوگا کہ اَب میں اپنے بندوں میں ایسے لوگوں کو نکال رہا ہوں جن کے مقابلے کی کسی کو طاقت نہیں، آپ مسلمانوں کو جمع کر کے کوہِ طور پر چلے جائیں، (چنانچہ عیسیٰ علیہ السلام ایسا ہی کریں گے)، اور حق تعالیٰ یاجوج ماجوج کو کھول دیں گے، اور وہ (سرعتِ سیر کے سبب) ہر بلندی سے پھسلتے ہوئے دکھائی دیں گے۔

ان میں آگے کا حصہ بُحیرۂ طبریہ سے گذرے گا تو اُس کا سارا پانی پی جائے گا، پھر جب آخر کا

حصہ پہنچے گا تو (دریا کی جگہ کو خشک دیکھ کر) کہے گا کہ کبھی یہاں پانی رہا ہوگا!۔

(چوں کہ کسی کو اُن سے مقابلہ کی طاقت اور تاب نہیں ہوگی، اِس لیے اُن کے شر وفساد سے بچنے کے لیے) حضرت عیسی علیہ السلام اور اُن کے رفقاء کوہِ طور پر پناہ گزیں رہیں گے، (اور ایک روایت میں ہے کہ دوسرے مسلمان اپنے اپنے قلعوں اور محفوظ جگہوں میں پناہ لیں گے، کھانے پینے کا سامان ساتھ ہوگا، مگر وہ کم پڑ جائے گا، تو نوبت) یہاں تک (آئے گی) کہ ایک بیل کے سر کو سو دینار سے بہتر سمجھا جائے گا۔

حضرت عیسی علیہ السلام اور اُن کے رفقاء اپنی اِس تکلیف کے دفع ہونے کے لیے حق تعالی سے دعاء کریں گے (حق تعالی دعا قبول فرمائیں گے) اور اُن کی گردن میں کوئی بیماری وبائی صورت میں بھیجیں گے، جس سے تمام یاجوج ماجوج مقتول ہو کر یکبارگی مر جائیں گے۔

پھر عیسی علیہ السلام اور ان کے ساتھی کوہِ طور سے نیچے آئیں گے تو دیکھیں گے کہ زمین میں ایک بالشت جگہ بھی ان کی لاشوں سے خالی نہیں اور لاشوں کے سڑنے کی وجہ سے سخت تعفن پھیلا ہوگا، تو (اس کی کیفیت کو دیکھ کر) دوبارہ حضرت عیسی علیہ السلام اور ان کے ساتھی حق تعالی سے دعا کریں گے، تو اللہ تعالی (اُن کی دعا قبول فرمائیں گے، اور) بہت بھاری بھر کم پرندوں کو بھیجیں گے، جن کی گردنیں اونٹ کی گردن کے مانند ہوں گی، جو ان کی لاشوں کو اٹھا کر جہاں اللہ کی مرضی ہوگی وہاں پھینک دیں گے (بعض روایات میں ہے کہ دریا میں ڈالیں گے)۔

پھر حق تعالی بارش برسائیں گے، کوئی شہر اور جنگل ایسا نہ ہوگا جہاں بارش نہ ہو، اس سے ساری زمین دھل جائے گی، اور شیشے کے مانند صاف ہو جائے گی‘‘ اھ۔

## مذکورہ بالا احادیث سے ثابت شدہ نتائج:

یاجوج ماجوج کی حقیقت اور اُن کی خلقت سے متعلق مذکورہ بالا احادیثِ صحیحہ سے مندرجہ ذیل حقائق ثابت ہوتے ہیں، جن کو ماننا اور قبول کرنا ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے:

۱— یاجوج وماجوج: حضرت آدم علیہ السلام ہی کی ذریت میں سے ہیں۔

۲— ان کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ دنیا میں تو ان کی لاشوں سے روئے زمین پٹ جائے گی۔ اور آخرت میں جہنم میں عام انسانوں کے بالمقابل اُن کا تناسب ایک ہزار گنے کا ہوگا۔

۳— یہ نہایت وحشی، فسادی، خوں ریز، طاقتور اور ناقابلِ تسخیر قوم ہے، حتی کہ حضرت عیسی علیہ السلام کو بھی اس کے مقابلہ کی قوت نہ ہوگی۔

۴— ان کا مرنا اور دنیا سے ناپید ہونا، سیاسی شکست، یا فوجی طاقت کے ذریعہ ممکن نہ ہوگا،

بلکہ غیبی معجزہ ہی کے ذریعہ ان کے شر و فتنے سے نجات ملے گی۔

[ جب کہ اہلِ روس اور یورپین اقوام کو یکے بعد دیگرے افغانستان میں شکست ہو چکی ہے!

پھر ابھی وہ سب مرے بھی نہیں!]

یاجوج ماجوج سے متعلق یہ مذکورہ تفصیلات چوں کہ صحیح احادیث سے ثابت ہیں اِس لیے اِن میں سے کسی بات کا انکار، یا عقلی مزعومات، سائنسی تجربات اور مغربی تحقیقات سے ان کا معارضہ، یہ جادۂ شریعت سے اِنحراف اور کھلی ہوئی گمراہی ہے۔

## یاجوج ماجوج کی تحقیق علمائے اہلِ حق کی تحقیقات کی روشنی میں:

قرآن وحدیث میں وارد حقائق وعقائد ہمارے اِیمان کا حصہ ہیں، اِس لیے اُن میں کسی قسم کے توقف وتردد کا سؤال ہی نہیں پیدا ہوسکتا، البتہ قرآن وحدیث کے مفہوم، مراد اور تطبیقات کو سمجھنے کے لیے اہلِ حق مفسرین ومحدثین اور علماء ومحققین کی آراء اور تشریحات سے استفادہ بھی ضروری ہے، اِس لیے آئندہ سطور اُنہی کے حوالے سے پیش کی جائیں گی۔

علمی تحقیق

گذشتہ سے پیوستہ

# خروجِ "یاجوج ماجوج" کے بارے میں اِسلامی عقیدہ

## قرآن وحدیث کی تصریحات اور اہلِ حق کی تحقیقات کی روشنی میں

مولانا محمد معاویہ سعدی

استاذ تخصص فی الحدیث مظاہر علوم سہارنپور

## یاجوج ماجوج کی حقیقت:

یاجوج ماجوج کی حقیقت سے متعلق ایک قول یہ ہے کہ یاجوج ماجوج اُس نسل سے ہیں جس نسل سے دجال ہے (علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے حاشیۂ "ترجمۂ شیخ الہند" [الکھف ۹۳] میں اسی قول کو اِختیار کیا ہے) اور وہ بعض مؤرخین کے نزدیک انسان اور جنّ کے اِختلاط سے وجود میں آنے والی نسل ہے۔

احقر کے نزدیک وِجدانی طور پر یہ قول بہت قوی معلوم ہوتا ہے، کہ اس میں کسی نص کا اِنکار، یا اُس سے اِعراض بھی لازم نہیں آتا، اور دجال اور یاجوج ماجوج سے متعلق جتنے مافوق فطرۃ البشر واقعات قرآن وحدیث میں، یا تاریخی روایات میں ملتے ہیں، سب اس پر بلا تکلف منطبق بھی ہوجاتے ہیں۔

البتہ کوئی مستند دلیل نہ ہونے کی وجہ سے اس کے جزم کی جرأت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

دوسرا اور مشہور قول یہ ہے کہ یاجوج ماجوج نسلِ آدم ہی سے، عام انسان ہیں، بلکہ {وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهُ هُمُ الْبَاقِينَ} [الصافات] کے بموجب حضرت نوح علیہ السلام کی ذریت سے بھی ہیں۔

جس کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے تین فرزند ہوئے: حام، سام، یافث۔

حام تو ابو العرب ہیں، سام ابو السودان ہیں، اور یافث کی اولاد میں سے ترک، منگول، اقوامِ مغرب وروم، اہلِ چین اور یاجوج ماجوج وغیرہ ہیں (تفسیر ابن کثیر (۵: ۱۹۵)، والبدایۃ والنہایۃ (۲: ۵۵۲)۔ واللہ اعلم۔

علامہ انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں:

یاجوج ماجوج باتفاقِ مؤرخین انسانوں میں سے ہیں، اور یافث بن نوح کی ذریت میں سے

ہیں، اہلِ یورپ کے ہاں اُن کو ''کاک میکاک'' کہا جاتا ہے، ابن خلدون نے ''غوغ ماغوغ'' نقل کیا ہے، اہلِ برطانیہ وجرمن خود کو ''ماجوج'' کی نسل سے کہتے ہیں، اہلِ روس ''یاجوج'' کی نسل سے ہیں، اور ظاہر ہے کہ یہ سب انسان ہی ہیں۔

آخر میں فرماتے ہیں:

.......... مگر اِن میں سے کسی پر بھی قرآنی بیان ''مفسدون في الأرض ''نہیں صادق آرہا ہے، اِس لیے کہ ''فساد'' تو نسلوں کو برباد کرنے، کھیتیوں کو اجاڑنے، آبادیوں کو ویران کرنے، لوٹ مار کرنے، اور غارت گری کرنے کو کہتے ہیں، نہ کہ سیاست اور تدبیر کے ذریعہ حکومت حاصل کرنے کو، اور اِن اقوام کا موجودہ غلبہ سیاست وتدبیر کے ذریعہ ہوا ہے، فساد وغارت گری کے ذریعہ نہیں'' (فیض الباری ۴/ ۳۵۴، و۳۵۶، وعقیدۃ الإسلام،ص :۲۹۸)۔

## یاجوج ماجوج کو روکنے کے لیے جو ''سدّ'' تعمیر کی گئی تھی، وہ کہاں ہے؟

اِس سؤال کے تین جواب ہیں: ایک اصولی، دوسرا تحقیقی، تیسرا اِلزامی۔

### اصولی جواب:

مفسرین نے ذوالقرنین کے مغرب سے مشرق کے سفر کے راستوں سے، اُس کا جانبِ شمال میں ہونا، قرآن کے اشارے سے ثابت فرمایا ہے، حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ فرماتے ہیں:

قرآنِ کریم کے اِشارہ سے اس کا شمال میں ہونا ظاہر ہے۔

مزید فرماتے ہیں:

''....... یاجوج وماجوج اور سدّ ذوالقرنین کے متعلق یہ معلومات تو وہ ہیں جو قرآن اور احادیثِ نبویہ نے امت کو بتلادیئے ہیں، اسی پر عقیدہ رکھنا ضروری، اور مخالفت ناجائز ہے۔ باقی رہی اس کی جغرافیائی بحث کہ سد ذوالقرنین کس جگہ واقع ہے؟ اور قومِ یاجوج وماجوج کون سی قوم ہے؟ اور اس وقت کہاں کہاں بستی ہے؟ اگرچہ اس پر نہ کوئی اسلامی عقیدہ موقوف ہے، اور نہ قرآن کریم کی کسی آیت کا مطلب سمجھنا اس پر موقوف ہے، لیکن مخالفین کی ہفوات کے جواب اور مزید بصیرت کے لیے علمائے امت نے اس سے بحث فرمائی ہے'' (معارف القرآن)۔

حکیم الامت حضرت تھانوی قدس سرہ نے ''بیان القرآن'' میں قصۂ ذوالقرنین ویاجوج ماجوج کے تحت، اس سلسلہ میں بہت اصولی اور جامع گفتگو فرمائی ہے، حضرتؒ فرماتے ہیں:

اور جاننا چاہیے کہ مصنفین ومؤلفین نے اس سدّ یاجوج وماجوج کی تعیین کے متعلق اپنے اپنے مقالات وخیالات جمع کیے ہیں، اور اس کے مصداق میں اپنی اپنی کہی ہے، لیکن قرآن وحدیث میں اس کے چند اوصاف معلوم ہوتے ہیں:

ایک یہ کہ اس کا بانی کوئی بندۂ مقبول ہے۔ دوسرے یہ کہ وہ جلیل القدر بادشاہ ہے۔ تیسرے یہ کہ وہ دیوار دیوارِ آہنی ہے۔ چوتھے یہ کہ اُس کے دونوں سرے دو پہاڑوں سے ملے ہیں۔ پانچویں یہ کہ اس دیوار کے اُس طرف یاجوج ماجوج ہیں، وہ ابھی باہر نہیں نکل سکے۔ چھٹے یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں اُس میں تھوڑا سا سوراخ ہو گیا ہے۔ ساتویں یہ کہ وہ لوگ ہر روز اس کو چھیلتے ہیں، اور پھر وہ باذنہ تعالی ویسے ہی دبیز ہو جاتی ہے، اور قربِ قیامت میں جب چھیل چکیں گے تو کہیں گے کہ اِن شاء اللہ تعالی کل بالکل آر پار کر دیں گے، چنانچہ اس روز پھر وہ دبیز نہ ہوگی، اور اگلے روز اس کو توڑ کر نکل پڑیں گے۔ آٹھویں یہ کہ یاجوج ماجوج کی قوت باوجود آدمی ہونے کے، عام آدمیوں سے بہت زیادہ بڑھی ہوئی ہے، اور عدد میں بھی بہت زیادہ ہیں۔ نویں یہ کہ وہ عیسی علیہ السلام کے وقت نکلیں گے، اور اُس وقت عیسی علیہ السلام بوحیٔ الٰہی خاص خاص لوگوں کو لے کر کوہِ طور پر چلے جائیں گے، باقی لوگ اپنے اپنے طور پر قلعہ بند اور محفوظ مکانوں میں بند ہو جائیں گے۔ دسویں یہ کہ دفعتاً غیر معمولی موت سے مر جاویں گے۔

اول کے پانچ اوصاف قرآن سے، اخیر کے پانچ اوصاف احادیثِ صحیحہ سے معلوم ہوئے ہیں۔

پس جو شخص ان سب اوصاف کو پیش نظر رکھے گا اس کو معلوم ہوگا کہ جتنی دیواروں کا لوگوں نے رائے سے پتہ دیا ہے یہ مجموعۂ اوصاف ایک میں بھی پایا نہیں جاتا، پس وہ خیالات صحیح نہیں معلوم ہوتے، اور حدیثوں کا انکار، یا نصوص کی تاویلاتِ بعیدہ خود دِین کے خلاف ہے۔

رہا یہ شبہ مخالفین کا کہ ہم نے تمام زمین کو چھان ڈالا، مگر کہیں اس کا پتہ نہیں ملا، اور اسی شبہ کے جواب کے لیے ہمارے مؤلفین نے پتہ بتلانے کی کوشش کی ہے۔

لیکن اس کا صحیح جواب وہ ہے جس کو صاحبِ ''روح المعانی'' (علامہ آلوسی بغدادیؒ) نے اِختیار کیا ہے، حاصلِ ترجمہ اس کا یہ ہے کہ ہم کو اس کا موقع معلوم نہیں، اور ممکن ہے کہ ہمارے اور اس کے درمیان میں بڑے بڑے سمندر حائل ہوں۔

اور یہ دعوی کرنا کہ ہم تمام خشکی وتری کو محیط ہو چکے ہیں، واجب التسلیم نہیں، اور عقلاً یہ جائز ہے کہ امریکہ کی طرح سمندر کے درمیان کوئی حصہ زمین کا ایسا ہو جہاں اب تک رسائی نہ ہوئی ہو، اور عدمِ وجدان سے عدمِ وجود لازم نہیں آتا، اور جب مخبر صادق (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جس کا صدق دلائلِ قطعیہ سے ثابت ہے اس دیوار کی مع اس کے اوصاف کے خبر دی ہے تو ہم پر واجب ہے کہ تصدیق کریں،

جس طرح کہ اور امورِ ممکنہ کی خبر دی ہے، اور ان کی تصدیق ضروری ہے اور ایسے مشککین کے کلامِ فضول کی طرف التفات کرنے کا منشا محض ضعفِ دین اور قلتِ یقین ہے'' انتہی۔

حضرتؒ کی اسی تقریرِ دل پذیر کا خلاصہ علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے بھی اپنے ''فوائدِ تفسیریہ'' میں درج فرمادیا ہے۔

## تحقیقی جواب:

تاریخی وجغرافیائی آثار وقرائن کی بنیادوں پر، اور مؤرخین وجغرافیین کے لگائے ہوئے تخمینے اور اندازے کی روشنی میں حضرت مولانا حفظ الرحمن صاحب سیوہارویؒ نے اپنی شاہ کار تصنیف ''قصص القرآن'' (۳/۱۳۷-۱۴۵) میں، اور حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے ''معارف القرآن'' (۵/۶۳۸ ومابعدہا) میں، اس سے متعلق جو تحقیقات وتفصیلات درج فرمائی ہیں اُن کا خلاصہ یہ ہے:

یاجوج وماجوج کے تاخت وتاراج اور شر وفساد کا دائرہ اتنا وسیع تھا کہ ایک طرف کاکیشیا کے نیچے بسنے والے ان کے ظلم وستم کا شکار تھے، تو دوسری جانب تبت اور چین کے باشندے بھی ہر وقت ان کی زد میں تھے، انہی یاجوج وماجوج کے شر وفساد سے بچنے کے لیے مختلف زمانوں میں، مختلف مقامات پر متعدد سدّ تعمیر کی گئیں، ان میں سب سے زیادہ بڑی اور مشہور دیوارِ چین ہے۔

دوسری سدّ وسطِ ایشیا میں بخارا اور ترمذ کے قریب واقع ہے، اور اس کے محلِ وقوع کا نام ''دربند'' ہے۔

تیسری سدّ روسی علاقہ داغستان میں واقع ہے، یہ بھی ''دربند'' اور باب الابواب کے نام سے مشہور ہے، یاقوت حموی نے ''معجم البلدان'' میں، ادریسی نے ''جغرافیہ'' میں، اور بستانی نے ''دائرۃ المعارف'' میں اس کے حالات بڑی تفصیل سے لکھے ہیں۔

چوتھی سد اِسی باب الابواب (دربند) سے مغرب کی جانب کاکیشیا کے بہت بلند حصوں میں ہے، جہاں دو پہاڑوں کے درمیان ایک دَرَّہ ''درۂ داریال'' کے نام سے مشہور ہے، اس جگہ یہ چوتھی سدّ ہے، جو قفقاز، یا جبلِ قوقا، یا کوہِ قاف کی سد کہلاتی ہے۔

چونکہ یہ سب دیواریں شمال ہی میں ہیں، اور تقریباً ایک ہی ضرورت کے لیے بنائی گئی ہیں، اس لیے ان میں سے ''سدِ ذوالقرنین'' کون سی ہے؟ اس کے متعین کرنے میں اِشکالات پیش آئے ہیں، اور بڑا اِختلاط اِن آخری دو سدوں کے معاملہ میں پیش آیا، کیونکہ دونوں مقامات کا نام بھی ''دربند'' ہے اور دونوں جگہ سد بھی موجود ہے۔

مذکور الصدر چار سدوں میں سے دیوار چین جو سب سے زیادہ بڑی اور سب سے زیادہ قدیم ہے، اس کے متعلق تو سد ذوالقرنین ہونے کا کوئی قائل نہیں، اور وہ بجائے شمال کے، مشرقِ اقصی میں ہے، اور قرآنِ کریم کے اِشارہ سے اس کا شمال میں ہونا ظاہر ہے۔

اب معاملہ باقی تین دیواروں کا رہ گیا، ان میں سے حضرت الاستاذ مولانا سید محمد انور شاہ قدس سرہ نے ''عقیدۃ الاسلام'' میں کوہ قاف (قفقاز) کی سد کو ترجیح دی ہے کہ یہ سد ذوالقرنین کی بنائی ہوئی ہے۔

مشہور مؤرخ ابن خَلدونؒ نے اپنی تاریخ کے مقدمہ میں اقلیم سادس کی بحث میں یاجوج وماجوج اور سد ذوالقرنین اور ان کے محل ومقام کے متعلق جو جغرافیائی تحقیق فرمائی ہے، اس سے بھی اسی رائے کی تائید ہوتی ہے، علامہ ابن خَلدونؒ کے کلام کا حاصل یہ ہے کہ:

ساتویں اقلیم کے نویں حصہ میں مغرب کی جانب ترکوں کے وہ قبائل آباد ہیں جو قفچاق اور چرکس کہلاتے ہیں، اور مشرق کی جانب یاجوج وماجوج کی آبادیاں ہیں، اور ان دونوں کے درمیان کوہِ قاف حد فاصل ہے، جو چوتھی اقلیم کے مشرق میں واقع بحرِ محیط سے شروع ہوتا ہے، اور اس کے ساتھ شمال کی جانب اقلیم کے آخر تک چلا گیا ہے، اور پھر بحر محیط سے جدا ہو کر شمالِ مغرب میں ہوتا ہوا یعنی مغرب کی جانب جھکتا ہوا، پانچویں اقلیم کے نویں حصہ میں داخل ہوجاتا ہے، اور یہاں پہنچ کر جنوب سے شمالِ مغرب کو ہوتا ہوا گیا ہے، اور اسی سلسلۂ کوہ کے درمیان یہ سد ذوالقرنین پائی جاتی ہے (مقدمہ ابن خلدون : ۷۹) واللہ اعلم بالصواب۔

## الزامی جواب:

یہ سب تحقیقات تو مسلمان مؤرخین کی طرف سے دیوار کی تلاش کی کوششوں سے سامنے آئی ہیں، اَب اگر یہ قرآنی بیان پر منطبق ہوجاتی ہیں فبہا، ورنہ ابھی تو نہ معلوم دنیا کا کتنا حصہ عام انسانی دسترس سے باہر، اور تحقیقات کے دائرہ سے خارج ہے، براعظم افریقہ اور متحدہ امریکہ کا ایک بڑا خطہ، روس کی برف پوش پہاڑیوں کے پیچھے کا ایک طویل سلسلہ، اور بعض خوف ناک بحری وسمندری علاقے، آج تک تحقیق کاروں کی آمد کے انتظار میں ہیں، اور ان کے تحقیقی کارناموں اور ان پر مرتب ہونے والے نتائج کی راہ تک رہے ہیں، آثارِ قدیمہ کے ماہرین کو روزانہ کسی نہ کسی ''نئے آثار'' کی دریافت ہورہی ہے، کتنی ہی زیرِ زمین مدفون آبادیاں کھدائی میں سامنے آرہی ہیں، ایسے میں یہ دعوی کیوں کر تسلیم کرلیا جائے کہ زمین کا کوئی حصہ انسانی دسترس سے باہر نہیں رہ گیا ہے؟!

محدث العصر حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں:

''اہل یورپ کا یہ کہنا تو کوئی وزن نہیں رکھتا کہ ہم نے ساری دنیا چھان ماری ہے، ہمیں دیوار کا پتہ نہیں لگا، کیونکہ اول تو خود انہی لوگوں کی یہ تصریحات موجود ہیں کہ سیاحت اور تحقیق کی انتہائی معراج پر پہنچنے کے باوجود آج بھی بہت سے جنگل اور دریا اور جزیرے ایسے باقی ہیں جن کا ہمیں علم نہیں ہوسکا، دوسرے یہ بھی احتمال بعید نہیں کہ اب وہ دیوار موجود ہونے کے باوجود پہاڑوں کے گرنے اور باہم مل جانے کے سبب ایک پہاڑ ہی کی صورت اختیار کر چکی ہو'' اھ۔ (معارف القرآن، وعقیدۃ الاسلام)۔

محقق العصر حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ ''فوائدِ تفسیریہ'' میں فرماتے ہیں:

''..... اور یہ دعوی کرنا کہ ہم تمام خشکی وتری پر محیط ہو چکے ہیں، واجب التسلیم نہیں، عقلاً جائز ہے کہ جس طرح اَب سے پانچ سو برس پہلے تک ہم کو چوتھے براعظم (امریکہ) کے وجود کا پتہ نہ چلا، اَب بھی کوئی پانچواں براعظم ایسا موجود ہو جہاں تک ہم رسائی حاصل نہ کرسکے ہوں، اور تھوڑے دنوں بعد ہم وہاں تک، یا وہ لوگ ہم تک پہنچ سکیں۔

سمندر کی دیوارِ اعظم جو آسٹریلیا کے شمالِ مشرقی ساحل پر واقع ہے، آج کل برطانوی سائنس دان ڈاکٹر سی ایم ینگ کے زیر ہدایات اس کی تحقیقات جاری ہے، یہ دیوار ہزار میل سے زیادہ لمبی، اور بعض بعض مقامات پر بارہ بارہ میل تک چوڑی، اور ہزار فٹ تک اونچی ہے، جس پر بے شمار مخلوق بستی ہے۔

جو مہم اس کام کے لیے روانہ ہوئی تھی، حال میں اس نے اپنی یک سالہ تحقیقات ختم کی ہے، جس سے سمندر کے عجیب وغریب اسرار منکشف ہوتے ہیں، اور انسان کو حیرت واستعجاب کی ایک نئی دنیا معلوم ہورہی ہے، پھر کیسے دعوی کیا جاسکتا ہے کہ ہم کو خشکی وتری کی تمام مخلوق کے مکمل اکتشافات حاصل ہو چکے ہیں؟

بہر حال مخبرِ صادق (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جن کا صدق دلائلِ قطعیہ سے ثابت ہے؛ جب اس دیوار کی مع اُس کے اوصاف کے خبر دی، تو ہم پر واجب ہے کہ ہم تصدیق کریں، اور اُن واقعات کے منتظر رہیں جو مشککین ومنکرین کے علی الرغم پیش آکر رہیں گے:

| ستبدي لك الأيام ما كنت جاهلاً | | ويأتيك بالأخبار ما لم تزود |
|---|---|---|

اَب وہ دیوار کس حال میں ہے؟ اس سلسلہ کی تفصیلات اگلے شمارہ میں ان شاء اللہ۔

علمی تحقیق

گذشتہ سے پیوستہ

# خروجِ "یاجوج ماجوج" کے بارے میں اِسلامی عقیدہ

## قرآن وحدیث کی تصریحات اور اہلِ حق کی تحقیقات کی روشنی میں

مولانا محمد معاویہ سعدی

استاذ تخصص فی الحدیث مظاہر علوم سہارنپور

## اب وہ دیوار کس حال میں ہے؟ آیا منہدم ہو چکی ہے، یا باقی ہے؟

قرآنِ کریم کے حوالے سے یہ بات پہلے آچکی ہے کہ

"قربِ قیامت میں جب رب کے وعدہ کا وقت آجائے گا اُس وقت سدّ ذوالقرنین بحکمِ الٰہی منہدم ہوجائے گی، اور یاجوج ماجوج کے نکلنے کی راہ بھی ہموار ہوجائے گی"۔

اَب "قربِ قیامت" سے کیا مراد ہے؟ اور "رب کے وعدہ" کا وقت کون سا ہے؟ اِس کو مندرجہ ذیل روایات سے سمجھا جاسکتا ہے :

بخاری ومسلم میں ام المؤمنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا (اور دیگر بعض صحابہ سے بھی) مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک روز نیند سے ایسی حالت میں بیدار ہوئے کہ چہرۂ مبارک سرخ ہو رہا تھا، اور آپ کی زبان مبارک پر یہ جملے تھے:

"لا إله إلا الله، ويل للعرب، من شر قد اقترب، فتح اليوم من ردم يأجوج ومأجوج مثل هذه"، وحلّق بإصبعه الإبهام والتي تليها۔

(اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، خرابی ہے عرب کی اس شر سے جو قریب آچکا ہے، آج کے دن یاجوج وماجوج کی رَدم (سدّ) میں اتنا سوراخ کھل گیا ہے"، اور آپ نے (عقدِ تسعین) انگوٹھے اور انگشت شہادت کو ملا کر حلقہ بنا کر دکھلایا)۔

اِس سے معلوم ہوا کہ "قربِ قیامت" اور "وعدۂ ربانی کے وقت" سے مراد خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہے، جیسا کہ ایک حدیث میں فرمایا گیا ہے: "بُعِثتُ أنا والساعةُ كهاتين، ويقرُن بين

إصبعيه: السبابة والوسطى (کہ مجھے اِس طرح قیامت کے ساتھ ساتھ بھیجا گیا ہے جیسے شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی)۔

یہاں یہ بات واضح رہنی چاہیے کہ ''قرب'' (نزدیکی) اور ''بُعد'' (دوری) اضافی اور نسبتی اشیاء میں سے ہیں، جس سیاق سباق میں یہ الفاظ بولے جاتے ہیں اُسی اعتبار سے ان کے معنی کا تعین ہوتا ہے، چوں کہ جب سے یہ کائناتی نظام قائم ہے، اور اس میں نوعِ بنی آدم کا یہ ہزاروں سالہ سلسلہ جاری ہے، اُس کے لحاظ سے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت یقیناً بالکل آخر میں، قیامت کے بہت قریب ہوئی ہے۔

اس لحاظ سے آپ کے زمانہ میں دیوار کے انہدام (یا بوسیدگی) کی ابتداء بلاشبہ قربِ قیامت ہی میں ہوئی ہے، اور اُس دیوار کے بارے میں قرآن مجید میں یہ جو کہا گیا ہے: {فَمَا اسْطَاعُوا أَنْ يَظْهَرُوهُ وَمَا اسْتَطَاعُوا لَهُ نَقْبًا} [الكهف] (سو [وہ دیوار ایسی ہوگئی کہ] نہ تو [یاجوج وماجوج] اُس پر چڑھ سکتے تھے، اور نہ اُس میں نقب ہی لگا سکتے تھے) تو اس کا تعلق ماضی سے ہے، مستقبل سے نہیں ہے کہ آئندہ بھی نہ توڑ سکیں گے۔

حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ فرماتے ہیں:

> اس سد ذوالقرنین کے تاقیامت باقی رہنے پر بڑا اِستدلال قرآن کریم کے اس لفظ سے کیا جاتا ہے: {فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ رَبِّي جَعَلَهُ دَكَّاءَ} یعنی ذوالقرنین کا یہ قول کہ جب میرے رب کا وعدہ آپہنچے گا (یعنی خروجِ یاجوج وماجوج کا وقت آجائے گا) تو اللہ تعالیٰ اس آہنی دیوار کو ریزہ ریزہ کر کے زمین کے برابر کردیں گے۔

اس آیت میں وَعْدُ رَبِّيْ کا مفہوم ان حضرات نے قیامت کو قرار دیا ہے، حالاں کہ الفاظِ قرآن اس بارے میں قطعی نہیں، کیونکہ ''وعد ربی'' کا صریح مفہوم تو یہ ہے کہ یاجوج وماجوج کا راستہ روکنے کا جو انتظام ذوالقرنین نے کیا ہے یہ کوئی ضروری نہیں کہ ہمیشہ اسی طرح رہے، جب اللہ تعالیٰ چاہیں گے کہ ان کا راستہ کھل جائے تو یہ دیوار منہدم ومسمار ہوجائے گی، اس کے لیے ضروری نہیں کہ وہ بالکل قیامت کے متصل ہو، چنانچہ تمام حضرات مفسرین نے ''وعد رب'' کے مفہوم میں دونوں احتمال ذکر کیے ہیں، تفسیر ''البحر المحیط'' میں ہے: والوعد يحتمل أن يراد به يوم القيامة، وأن يراد به وقت خروج يأجوج ومأجوج''۔

مزید فرماتے ہیں:

> ''خلاصہ یہ ہے کہ قرآن وسنت میں کوئی ایسی دلیل صریح اور قطعی نہیں ہے جس سے یہ ثابت

ہو کہ سدّ ذوالقرنین قیامت تک باقی رہے گی، یا ان کے ابتدائی اور معمولی حملے قیامت سے پہلے اِس طرف کے انسانوں پر نہیں ہوسکیں گے، البتہ وہ انتہائی خوفناک اور تباہ کن حملہ جو پوری انسانی آبادی کو برباد کردے گا اس کا وقت بالکل قیامت کے متصل وہی ہوگا، جس کا ذکر بار بار آچکا ہے۔

حاصل یہ ہے کہ قرآن وسنت کی نصوص کی بناء پر نہ یہ قطعی فیصلہ کیا جاسکتا ہے کہ سد یاجوج وماجوج ٹوٹ چکی ہے اور راستہ کھل گیا ہے، اور نہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ از روئے قرآن وسنت اس کا قیامت تک قائم رہنا ضروری ہے، احتمال دونوں ہی ہیں۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم بحقیقۃ الحال“۔

مسند احمد (۱۰۶۳۲)، ترمذی (۳۱۵۳)، اور ابن ماجہ (۴۰۸۰) وغیرہ کی ایک طویل روایت میں سدّ یاجوج ماجوج سے متعلق مزید کچھ تفصیل ملتی ہے :

حضرت ابوہریرۃؓ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یاجوج وماجوج ہر روز سد ذوالقرنین کو کھودتے رہتے ہیں، یہاں تک کہ اس آہنی دیوار کے آخری حصہ تک اتنے قریب پہنچ جاتے ہیں کہ دوسری طرف کی روشنی نظر آنے لگے، مگر یہ کہہ کر لوٹ جاتے ہیں کہ باقی کو کل کھود کر پار کردیں گے، مگر اللہ تعالیٰ اس کو پھر ویسا ہی مضبوط درست کردیتے ہیں، اور اگلے روز پھر نئی محنت اس کے کھودنے میں کرتے ہیں، کھودنے میں محنت کا اور پھر منجانب اللہ اس کی درستی کا یہ سلسلہ اس وقت تک چلتا رہے گا جس وقت تک یاجوج وماجوج کو بند رکھنے کا ارادہ ہے، اور جب اللہ تعالیٰ ان کو کھولنے کا ارادہ فرمائیں گے تو اس روز جب محنت کر کے آخری حد میں پہنچادیں گے اس دن یوں کہیں گے کہ اگر اللہ نے چاہا تو ہم کل اس کو پار کرلیں گے (اللہ کے نام اور اس کی مشیت پر موقوف رکھنے سے آج توفیق ہوجائے گی)، تو اگلے روز دیوار کا باقی ماندہ حصہ اپنی حالت پر ملے گا اور وہ اس کو توڑ کر پار کرلیں گے۔

یہ حدیث بہت قوی ہے، سند اس کی جید ہے، ترمذیؒ نے اس روایت کو نقل کر کے ”حسن غریب، لا نعرفه إلا من هذا الوجه“ فرمایا ہے، ابن حبان (۶۸۲۹)، حاکم (۴/۴۸۸) وغیرہ نے اس کو صحیح قرار دیا ہے، حافظ ابن حجرؒ نے بھی اس کی صحت کی تائید فرمائی ہے (”فتح الباری“ ۱۳/۱۰۹)۔

لہٰذا جن حضرات نے اس کو کعب اَحبار کا افسانہ قرار دینے کی کوشش کی ہے، وہ اصولِ حدیث کے لحاظ سے سخت محل اشکال ہے، اِس لیے کہ ایک صحیح سند سے ثابت روایت کو، ایک نہایت کمزور سند سے مجروح کرنا، اور معلول قرار دینا، نقل وعقل دونوں کے خلاف ہے۔

اور جن حضرات نے اس روایت کو قرآن کے معارض سمجھ کر، متن کے اعتبار سے مخدوش قرار دینے کی کوشش کی ہے، وہ بھی بڑی جرات اور جسارت کی بات ہے، کیوں کہ اس کے اندر قرآنی بیان سے تو کوئی تعارض ہی نہیں ہے، بلکہ بقول حافظ ابن کثیرؒ: اس کا مطلب یہ ہے کہ یاجوج وماجوج کا رَدْم کو کھودنے کا یہ عمل باذنِ الٰہی اس وقت شروع ہوگا، جب کہ ان کے خروج کا وقت قریب آجائے گا، اور قرآنی اِرشاد کہ اس دیوار میں نقب نہیں لگائی جاسکتی: یہ اس وقت کا حال ہے جبکہ ذوالقرنین نے اس کو تعمیر کیا تھا، اس لیے کوئی تعارض نہ رہا۔ (البدایۃ والنہایۃ ۵۵۸/۲،ومعارف القرآن)۔

البتہ اس روایت کے اندر اگر کوئی معنوی خدشہ پایا جاتا ہے تو وہ صرف یہ کہ پہلی روایت میں یہ آیا تھا کہ رَدْمِ یاجوج ماجوج میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ ہی میں ایک حلقہ کے برابر سوراخ ہوگیا تھا، اور اس روایت کے ظاہر سے پتہ چل رہا ہے کہ یکبارگی اتنا بڑا دہانہ کھل جائے گا جس سے وہ پوری قوم باہر آجائے گی۔

مگر اس مشکل کا حل ''فتح الیوم من ردم یأجوج و مأجوج ھکذا'' والی حدیث کی شرح میں حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ کے اِس جملے سے نکالا جاسکتا ہے:

''اور سد یاجوج وماجوج میں بقدرِ حلقہ سوراخ ہوجانا اپنے حقیقی معنی میں بھی ہوسکتا ہے، اور مجازی طور پر سد ذوالقرنین کے کمزور ہوجانے کے معنی میں بھی ہوسکتا ہے''۔

پس اگر سوراخ ہوجانے کو، کمزور ہوجانے کے معنی میں لے لیا جائے تو پھر مضمونِ قرآنی میں اور دونوں روایتوں میں کوئی تعارض باقی نہیں رہ جاتا، اور سیدھا سادا مطلب یہ سامنے آتا ہے کہ جب یہ سدّ تعمیر کی گئی تھی اُس وقت نہایت مضبوط و مستحکم اور ناقابلِ تسخیر تھی، مگر اَب میرے زمانے میں یہ بوسیدہ ہوچکی ہے، اور قیامت کے اور قریب منہدم ہوکر ریزہ ریزہ ہوجائے گی۔

اور اگر علامہ کشمیریؒ کی یہ توجیہ بھی پیشِ نظر رکھی جائے تو مسئلہ اور بھی بے غبار ہوجاتا ہے کہ ایک تو ہے اندکاکِ سدّ (اِنہدامِ دیوار)، دوسرے ہے یاجوج ماجوج کا خروجِ موعود۔

لہٰذا ایسا ہوسکتا ہے کہ دونوں میں کچھ فاصلہ ہوجائے، جیسے کہ علاماتِ قیامت میں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات، فتحِ بیت المقدس، اور فتحِ قسطنطینیہ کا ذکر آتا ہے، مگر اِن تینوں کا آپسی فاصلہ معلوم ہے! تو اسی طرح ایسا ہوسکتا ہے کہ اندکاکِ سدّ (اِنہدامِ دیوار) یہ الگ علامت ہو، اور خروجِ موعود یہ مستقل علامت ہو، دونوں میں اتصال ضروری نہیں۔

پس قرآنی بیان کہ دیوار اُس وقت اِتنی مستحکم تھی کہ اُن کے لیے ناقابلِ تسخیر تھی، یہ اپنی جگہ

درست، اور پہلی حدیث کا مضمون کہ آج رَدم میں ایک حلقہ کے برابر سوراخ ہو گیا، وہ اپنی جگہ صحیح، اور اِس حدیث کی پیشین گوئی کہ آئندہ اِس طرح پورے طور پر کھود کر باہر آجائیں گے، یہ اپنی جگہ ٹھیک۔ واللہ تعالی اعلم، وعلمہ أتم وأحکم۔

فائدہ : اِس دوسری حدیث کے ذیل میں حافظ ابن حجرؒ نے بحوالہ علامہ قاضی ابن العربی مالکیؒ بیان فرمایا ہے کہ اس حدیث میں تین آیاتِ الٰہیہ (معجزات) ہیں:

اول یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ذہنوں کو اس طرف متوجہ نہیں ہونے دیا کہ سد کو کھودنے کا کام رات دن مسلسل جاری رکھیں، ورنہ اتنی بڑی قوم کے لیے کیا مشکل تھا کہ دن اور رات کی ڈیوٹیاں الگ الگ مقرر کر لیتے۔

دوسرے ان کے ذہنوں کو اس طرف سے پھیر دیا کہ اس سد کے اوپر چڑھنے کی کوشش کریں، اور اس کے لیے آلات سے مدد لیں، حالانکہ وہب بن منبہ کی روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ صاحبِ زراعت وصناعت ہیں، ہر طرح کے آلات رکھتے ہیں، ان کی زمین میں درخت بھی مختلف قسم کے ہیں، کوئی مشکل کام نہ تھا کہ اوپر چڑھنے کے ذرائع ووسائل پیدا کر لیتے۔

تیسرے یہ کہ ساری مدت میں ان کے قلوب میں یہ بات نہ آئے کہ "ان شاء اللہ" کہہ لیں، صرف اس وقت یہ کلمہ ان کی زبان پر جاری ہوگا جب ان کے نکلنے کا وقتِ مقرر آجائے گا۔

نیز اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ان کے پاس بھی انبیاء علیہم السلام کی دعوت پہنچ چکی ہے، اسی لیے وہ لوگ فی الجملہ اللہ کے وجود اور اس کے ارادہ ومشیت کے قائل ہیں، اگرچہ صرف اتنا عقیدہ ایمان کے لیے کافی نہیں، جب تک رسالت اور آخرت پر ایمان نہ ہو، پھر "ان شاء اللہ" کا کلمہ کہنا باوجود کفر کے بھی بعید نہیں (ملخص از : معارف القرآن)۔

## کیا یاجوج ماجوج کا خروجِ موعود ہو چکا ہے؟

گذشتہ تفصیلات سے یہ بات واضح ہو چکی کہ "وعدۂ ربانی" سے مراد قربِ قیامت کا وقت ہے، اور یہ بھی ثابت ہو چکا کہ قربِ قیامت کی ابتدا نبیٔ آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے ہو چکی ہے، اور اسی وقت سے اُس آہنی دیوار میں دراڑیں بھی پڑنی شروع ہو گئی ہیں۔

مگر کیا یاجوج ماجوج بھی اَب نکل چکے ہیں؟ یا ان کے خروجِ موعود کا وقت اَبھی نہیں آیا؟

اِس سؤال کے جواب میں ہم پہلے متعلقہ نصوص پیش کر کے ان شاء اللہ اگلی قسط میں ان کی وضاحت پیش کرنے کی کوشش کریں گے۔

علمی تحقیق

گذشتہ سے پیوستہ

# خروجِ ”یاجوج ماجوج“ کے بارے میں اِسلامی عقیدہ

## قرآن وحدیث کی تصریحات اور اہلِ حق کی تحقیقات کی روشنی میں

مولانا محمد معاویہ سعدی
استاذ تخصص فی الحدیث مظاہر علوم سہارنپور

## کیا یاجوج ماجوج کا خروجِ موعود ہوچکا ہے؟

گذشتہ تفصیلات سے یہ بات واضح ہوچکی کہ ”وعدۂ ربانی“ سے مراد قربِ قیامت کا وقت ہے، اور یہ بھی ثابت ہوچکا کہ قربِ قیامت کی ابتدائے آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے ہوچکی ہے، اور اسی وقت سے اُس آہنی دیوار میں دراڑیں بھی پڑنی شروع ہوگئی ہیں۔

مگر کیا یاجوج ماجوج بھی اَب نکل چکے ہیں؟ یا ان کے خروجِ موعود کا وقت اَبھی نہیں آیا؟

اِس سوال کے جواب میں ہم پہلے متعلقہ نصوص پیش کرتے ہیں، پھر ان شاء اللہ ان کی وضاحت پیش کرنے کی کوشش کریں گے:

۱— سورۂ انبیاء میں یاجوج ماجوج کے خروج کا تذکرہ اِن الفاظ میں کیا گیا ہے:

حَتَّى إِذَا فُتِحَتْ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ، وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَإِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ أَبْصَارُ الَّذِينَ كَفَرُوا يَا وَيْلَنَا قَدْ كُنَّا فِي غَفْلَةٍ مِنْ هَذَا بَلْ كُنَّا ظَالِمِين (الأنبياء ۹۶-۹۷)۔یہاں تک کہ جب یاجوج وماجوج کھول دیئے جائیں گے، اور وہ ہر بلندی سے نکلتے/پھسلتے ہوں گے، اور سچا وعدہ نزدیک آپہنچا ہوگا، تو بس پھر ایک دم سے یہ قصہ ہوگا کہ منکروں کی نگاہیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی، کہ ہائے کم بختی ہماری کہ ہم اس سے غفلت میں تھے، بلکہ ہم قصوروار تھے۔

۲— صحیح مسلم شریف (۲۹۳۷) میں حضرت نوّاس بن سَمعانؓ کی طویل روایت میں ہے:

فبينما هو كذلك إذ أوحى الله إلى عيسى: إني قد أخرجتُ عبادا لي، لا يَدانِ لأحد بقتالهم، فحرِّز عبادي إلى الطور، ويبعث الله يأجوج ومأجوج، وهم من كل حدب ينسلون

عیسی علیہ السلام (قتلِ دجال کے بعد) ابھی اسی حال میں ہوں گے کہ حق تعالی کا حکم ہوگا کہ اَب میں اپنے بندوں میں ایسے لوگوں کو نکال رہا ہوں جن کے مقابلے کی کسی کو طاقت نہیں، آپ مسلمانوں کو جمع کر کے کوہِ طور پر چلے جائیں، (چنانچہ عیسی علیہ السلام ایسا ہی کریں گے)، اور حق تعالی یاجوج ماجوج کو کھول دیں گے، اور وہ (سرعتِ سیر کے سبب) ہر بلندی سے پھسلتے ہوئے دکھائی دیں گے۔

یہی مضمون حضرت ابوسعید خدری، حضرت عبد اللہ بن مسعود، اور ابن حرملہ کی خالہ جان رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہے۔

۳۔ صحیح مسلم شریف (۲۹۰۱) میں حضرت حُذیفۃ بن اُسید الغِفاریؓ سے روایت ہے:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک اُس سے پہلے کی دس علامتیں نہ پالی جائیں: دخان، دجال، دابۃ الأرض، مغرب سے طلوعِ شمس، نزولِ عیسی، خروجِ یاجوج و ماجوج، اور تین جگہوں (مشرق، مغرب، اور عرب) میں زمین میں دھنسنے کے واقعات، پھر آخر میں ایک آگ یمن کی طرف سے ظاہر ہوگی جو باقی ماندہ لوگوں کو میدانِ حشر کی طرف ہانک دے گی (اور پھر صور پھونکا جائے گا، اور قیامت آجائے گی)۔

## مذکورہ روایات سے حاصل شدہ نتائج:

اِن روایات میں یہ تین عقیدے بالکل واضح ہیں، جن کو ماننا اور ان پر یقین ایمان والے کی پہچان ہے:

۱۔ یاجوج ماجوج کا خروجِ موعود قیامت کے بالکل قریب ہوگا۔

۲۔ یہ خروج ظہورِ مہدی، نزولِ عیسی اور قتلِ دجال کے بعد ہوگا۔

۳۔ اِس خروج میں ظاہر ہونے والے یاجوج ماجوج کا مقابلہ دنیا کی کوئی طاقت بالکل نہیں کر سکے گی، یہ صرف حضرت عیسی علیہ السلام اور ان کے رفقاء کی دعاؤں کی برکت ہی سے معجزاتی طور پر ہلاک ہوں گے۔

محدث العصر حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں:

”احادیث میں یہ بات تواتر سے ثابت ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام کا نزول خروجِ دجال کے بعد ہوگا، پھر آپ ہی اُس کو قتل فرمائیں گے، اور لوگوں کو اُس کا خون اپنے نیزے پر دکھائیں گے، پھر یاجوج ماجوج نکلیں گے، تو اللہ تعالی اُن کو بھی آپ ہی کی دعا کی برکت سے ہلاک فرمائیں گے“ (فیض الباری ۴/۳۵۵، وعقیدۃ الإسلام: ۲۹۶)۔

یہاں یہ بات پیشِ نظر رکھنی ضروری ہے کہ ایک تو ہے گذشتہ یا موجودہ اقوامِ عالم میں سے کسی قوم پر یاجوج ماجوج کا اِطلاق، اِس میں تو کچھ حرج نہیں، اِس لیے کہ یہ ایک تاریخی بحث ہے کہ دنیا میں پائی جانی والی اقوام میں سے کون سی قوم، کس نسل سے تعلق رکھتی ہے؟

اگر مؤرخین: آثار و قرائن کی روشنی میں منگول، ترک، اہلِ روس وچین اور یورپین اقوام کو یاجوج ماجوج کی نسل سے قرار دیتے ہیں، تو یہ کوئی قابلِ اعتراض بات نہیں۔

ممکن ہے ایسا ہی ہو، اور جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا کہ یہ بھی ممکن ہے (واللہ اعلم) کہ یہ اقوام یافث بن نوح کی عام نسل سے ہوں، اور یاجوج ماجوج اور دجال اُن ہی کی نسل کے کسی انسان، اور جنات کی نسل کی کسی جنّیہ کے اختلاط سے جاری ہونے والی نسل سے ہوں، اسی بنا پر ان پر "ذریتِ آدم" کا اِطلاق بھی اپنی جگہ درست ہے، اور "نسلِ نوح" سے ہونے کا قول بھی منطبق ہے۔

ان کے اندر کچھ انسانی خواص، اور کچھ شیطانی اوصاف کا پایا جانا وجدانی طور پر اس قول کی تائید بھی کرتا ہے، اگرچہ کوئی منقول و معتبر دلیل اس پر فراہم نہیں کی جاسکتی۔

مگر یہاں اصل تشویش اِس بات پر ہے کہ نسل سے متعلق اِس دعوی کی آڑ میں اُس مخصوص وحشی اور فسادی قبیلہ کے وجود کا انکار کیا جاتا ہے، جس کے وجود اور آئندہ خروج کی خبر قرآن وحدیث دونوں میں صریح طور پر وارد ہوئی ہے۔

جب یہ بات واضح ہوگئی تو سمجھنا چاہیے کہ جب ساتویں صدی ہجری میں منگولوں نے اسلامی حکومتوں اور عرب خلافت کو تاراج کیا تو اُس زمانہ میں بھی بعض علماء نے چنگیز خان وہلاکو خان کو یاجوج ماجوج کی نسل سے، یا ان کے مشابہ قرار دیا تھا، اور بعض محققین نے حدیث: "**ويل للعرب، من شر قد اقترب، فتح اليوم من ردم يأجوج ومأجوج مثل هذه**" کے تحت یہ لطیف نکتہ بھی بیان فرمایا کہ اس حدیث میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یاجوج ماجوج (یا اُن کے ہراوَل دَستہ) ہی کے خروج سے "عرب کی ہلاکت"، اور اُن کی (بنو عباس کی) خلافت کا خاتمہ ہوگا (الکواکب الدراری للکرمانی (۹/ ۱۴)، وقصص القرآن (۳/ ۱۵۴) از: سیوہاروی)۔

مگر جمہور مفسرین و محققین اِس بات پر متفق ہیں کہ ترک، منگول اور اہلِ چین وغیرہ اگرچہ ممکنہ طور پر یاجوج ماجوج کی نسل سے ہوسکتے ہیں، مگر یاجوج ماجوج کا "خروجِ موعود" ابھی تک بہر حال نہیں ہوا ہے، اور

وہ ظہورِ مہدی، خروجِ دجال، اور نزولِ عیسیٰ کے بعد ہی ہوگا، اور وہ قیامت کی بالکل آخری علامتوں میں سے ہے، جس کے بعد اِس دنیا کا قیام بس چند سالہ رہ جائے گا۔

مفسر قرطبی [ت: ۶۷۱ھ] جو ساتویں صدی ہجری کے مشہور عالم ہیں، اور تاتاریوں کے حملے کے زمانہ میں موجود تھے، وہ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں:

''رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تُرکوں (تاتاریوں) کے متعلق جو باتیں بتلائی ہیں وہ یاجوج وماجوج سے ملتی ہوئی ہیں، اور آخر زمانے میں مسلمانوں کی ان سے جنگ ہونا ''صحیح مسلم'' کی حدیث میں ہے، اور اس زمانے میں ترک قوم کی بڑی بھاری تعداد مسلمانوں کے مقابلہ کے لیے نکلی ہوئی ہے، جن کی صحیح تعداد اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے، وہی مسلمانوں کو ان کو شر سے بچا سکتا ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہی یاجوج وماجوج ہیں، یا کم از کم ان کا مقدمہ ہیں''۔

اس پر تبصرہ کرتے ہوئے حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ فرماتے ہیں:

''قرطبی نے ان کو یاجوج وماجوج کے مشابہ اور ان کا مقدمہ قرار دیا ہے، ان کے فتنہ کو وہ خروجِ یاجوج وماجوج نہیں بتایا جو علاماتِ قیامت میں سے ہے، کیونکہ صحیح مسلم کی حدیثِ مذکور میں اس کی تصریح ہے کہ وہ خروج حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد اُن کے زمانے میں ہوگا۔

اسی لیے علامہ آلوسیؒ نے اپنی تفسیر ''روح المعانی'' میں ان لوگوں پر سخت رد کیا ہے جنھوں نے تاتار ہی کو یاجوج وماجوج قرار دیا، اور فرمایا کہ ایسا خیال کرنا کھلی ہوئی گمراہی ہے، اور نصوصِ حدیث کی مخالفت ہے، البتہ یہ انھوں نے بھی فرمایا کہ بلاشبہ یہ فتنہ یاجوج وماجوج کے فتنہ کے مشابہ ضرور ہے۔

اِس سے ثابت ہوا کہ اس زمانے میں جو بعض مؤرخین موجودہ روس، یا چین، یا دونوں کو یاجوج ماجوج قرار دیتے ہیں، اگر اس سے ان کی مراد وہی ہوتی جو قرطبی اور آلوسی نے فرمایا کہ ان کا فتنہ فتنہ یاجوج وماجوج کے مشابہ ہے، تو یہ کہنا کچھ غلط نہ ہوتا، مگر اسی کو وہ خروج یاجوج وماجوج قرار دینا جس کی خبر قرآن وحدیث میں بطور علاماتِ قیامت دی گئی، اور اس کا وقت نزولِ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد بتلایا گیا، یہ قطعاً غلط اور گمراہی، اور نصوصِ حدیث کا انکار ہے''۔

حضرت مفتی صاحبؒ مزید فرماتے ہیں:

''آج کل تاریخ وجغرافیہ کے ماہرین اہل یورپ اس وقت ان شمالی دیواروں میں سے کسی کا موجود ہونا تسلیم نہیں کرتے، اور نہ یہ تسلیم کرتے ہیں کہ اب بھی یاجوج وماجوج کا راستہ بند ہے،

اس بناء پر بعض اہل اسلام مؤرخین نے بھی یہ کہنا اور لکھنا شروع کردیا ہے کہ یاجوج وماجوج جن کے خروج کا قرآن وحدیث میں ذکر ہے، وہ ہوچکا ہے۔

بعض نے چھٹی صدی ہجری میں طوفان بن کر اٹھنے والی قوم تاتار ہی کو اس کا مصداق قرار دے دیا ہے، بعض نے اِس زمانے میں دنیا پر غالب آجانے والی قوموں: روس اور چین اور اہلِ یورپ کو یاجوج وماجوج کہہ کر اس معاملہ کو ختم کردیا ہے۔

مگر جیسا کہ اوپر بحوالہ ”روح المعانی“ بیان ہوچکا ہے کہ یہ سراسر غلط ہے، احادیثِ صحیحہ کے اِنکار کے بغیر کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ جس خروجِ یاجوج وماجوج کو قرآنِ کریم نے بطور علامتِ قیامت بیان کیا، اور جس کے متعلق صحیح مسلم کی حدیثِ نوّاس بن سمعان رضی اللہ عنہ وغیرہ میں اس کی تصریح ہے کہ یہ واقعہ خروجِ دجال اور نزولِ عیسیٰ علیہ السلام اور قتلِ دجال کے بعد پیش آئے گا، وہ واقعہ ہوچکا، کیونکہ خروجِ دجال اور نزول عیسیٰ علیہ السلام بلاشبہ اَب تک نہیں ہوا۔

البتہ یہ بات بھی قرآن وسنت کی کسی نص صریح کی خلاف نہیں ہے کہ سدِ ذوالقرنین اِس وقت ٹوٹ چکی ہو، اور یاجوج وماجوج کی بعض قومیں اِس طرف آچکی ہوں، بشرطیکہ اس کو تسلیم کیا جائے کہ ان کا آخری اور بڑا ہلہ جو پوری انسانی آبادی کو تباہ کرنے والا ثابت ہوگا، وہ ابھی نہیں ہوا، بلکہ قیامت کی ان بڑی علامات کے بعد ہوگا جن کا ذکر اوپر آچکا ہے، یعنی خروجِ دجال اور نزول عیسیٰ (علیہ السلام) وغیرہ۔

اس کا تحقق یوں بھی ہوسکتا ہے کہ دیوار منہدم ہوکر راستہ ابھی کھل گیا ہو، اور یاجوج وماجوج کے حملوں کی ابتداء ہوچکی ہو، خواہ اس کی ابتداء چھٹی صدی ہجری کے فتنۂ تاتار سے قرار دی جائے، یا اہلِ یورپ اور روس وچین کے غلبہ سے، مگر یہ ظاہر ہے کہ اِن متمدن قوموں کے خروج اور فساد کو جو آئینی اور قانونی رنگ میں ہورہا ہے، وہ فساد نہیں قرار دیا جاسکتا، جس کا پتہ قرآن وحدیث دے رہے ہیں کہ خالص قتل وغارت گری اور ایسی خوں ریزی کے ساتھ ہوگا کہ تمام انسانی آبادی کو تباہ وبرباد کردے گا۔

بلکہ اس کا حاصل پھر یہ ہوگا کہ انہی مفسد یاجوج وماجوج کی کچھ قومیں اس طرف آکر متمدن بن گئیں، اسلامی ممالک کے لیے بلاشبہ وہ فسادِ عظیم اور فتنۂ عظیمہ ثابت ہوئیں، مگر ابھی اُن کی وحشی قومیں جو قتل وخوں ریزی کے سوا کچھ نہیں جانتیں، وہ تقدیری طور پر اس طرف نہیں آئیں، اور بڑی تعداد اُن کی ایسی ہی ہے، اُن کا خروج قیامت کے بالکل قریب میں ہوگا“ انتہی۔

(باقی آئندہ، ان شاء اللہ۔)

علمی تحقیق

پانچویں وآخری قسط

# خروجِ ”یاجوج ماجوج“ کے بارے میں اِسلامی عقیدہ

## قرآن وحدیث کی تصریحات اور اہلِ حق کی تحقیقات کی روشنی میں

مولانا محمد معاویہ سعدی
استاذ تخصص فی الحدیث مظاہر علوم سہارنپور

## خروجِ یاجوج ماجوج سے متعلق محدث العصر علامہ محمد انور شاہؒ کی رائے کی تحقیق:

ہمارا اَصل مدعا یہاں آ کر پورا ہوجاتا ہے، البتہ چوں کہ سوشل میڈیا پر دیئے گئے محولہ بالا بیان میں بھی، اور اِس سے پہلے لکھے گئے بعض اہم شخصیات کے مضامین میں بھی، اپنی مزعومہ تحقیق اور جمہور سے منحرف نتیجے کے سلسلہ میں، محدث العصر حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ کو اتھارٹی قرار دیتے ہوئے، آپ کا حوالہ بھی دیا گیا ہے، اِس لیے ضرورت محسوس ہوئی کہ اس کی حقیقت بھی واضح کردی جائے۔

احقر کی ناقص معلومات میں حضرت علامہؒ نے اِس موضوع پر بطور خاص دو جگہ بحث فرمائی ہے: ایک: اپنے درسِ بخاری میں۔ دوسرے: اپنی عربی تصنیف ”عقیدۃ الاسلام فی حیاۃ عیسی علیہ السلام“ (ص ۲۹۶: - ۳۰۵) میں۔

”عقیدۃ الاسلام“ حضرتؒ نے مرزا قادیانی ملعون کے رد میں تحریر فرمائی تھی، اور اُس میں نزولِ عیسیٰؑ اور اس کے متعلقہ مباحث پر بہت تفصیلی اور محققانہ کلام فرمایا ہے۔

درسِ بخاری میں کیے گئے کلام کا مختصر مختصر ساذکر ”فیض الباری“ میں دو مقام پر آیا ہے:

۱– پہلی جگہ ”باب قتال التُرک“ (۴/ ۱۹۷) کے تحت۔ یہاں بہت مختصر گفتگو ہے، اور اُس پر جامعِ تقریر حضرت مولانا بدر عالم میرٹھیؒ نے حاشیہ لگاتے ہوئے یہ تنبیہ فرمائی ہے کہ یہاں مضمون مکمل نہیں ہوا ہے، مزید تفصیل کے لیے آئندہ مقام (۴/ ۳۵۴) کو دیکھا جائے۔

۲– پھر دوسری جگہ ”باب قصة يأجوج ومأجوج“ (۴/ ۳۵۴-۳۵۵) کے تحت حضرت نے ایک صفحہ پر مشتمل فی الجملہ تفصیل فرمائی ہے۔ مگر یہاں بھی مزید تفصیل کے لیے ”عقیدۃ الاسلام“ کا حوالہ دے دیا ہے، پھر بحث کے آخر میں محشیٔ کتاب حضرت میرٹھیؒ نے حاشیہ میں وہاں سے پورا کا پورا کلام نقل بھی

کردیا، جو بعد میں طابعِ کتاب حضرت بنوریؒ نے مصلحتاً متن میں شامل فرمادیا۔

''فیض الباری'' اور ''عقیدۃ الاسلام'' میں حضرتؒ نے اِس بحث سے متعلق جو کچھ تفصیلات درج فرمائی ہیں، وہ یقیناً انتہائی نادر اور بصیرت افروز تحقیقات پر مشتمل ہیں، مگر وہ مسلکِ جمہور کے عین مطابق اور اُس کے لیے مؤید ہیں، ان کے اندر نتیجہ کے اعتبار سے کوئی شذوذ اور عدول نہیں ہے، البتہ بعض اکتشافات اور نصوص کی تطبیقات میں ندرت ضرور ہے، وذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

محولہ مقامات میں درج حضرتؒ کے افادات کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے:

احادیث میں یہ بات تواتر سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول خروجِ دجال کے بعد ہوگا، پھر آپ ہی اُس کو قتل فرمائیں گے، اور لوگوں کو اُس کا خون اپنے نیزے پر دکھائیں گے، پھر یاجوج ماجوج نکلیں گے، تو اللہ تعالیٰ اُن کو بھی آپ ہی کی دعا کی برکت سے ہلاک فرمائیں گے۔

ملحدوں نے اِن احادیث میں بھی (معنوی) تحریف کی کوشش کی ہے، میں نے یاجوج ماجوج کے مسئلہ سے متعلق تاریخی وحدیثی مباحث پر مشتمل ایک مستقل مقالہ لکھا ہے، جس کے بتمامہ ذکر کا تو یہاں موقع نہیں، ہاں اُس کے بعض بعض اقتباسات نقل کیے جاتے ہیں۔

یاجوج ماجوج باتفاقِ مؤرخین انسانوں میں سے ہیں، اور یافث بن نوح کی ذریت میں سے ہیں، اہلِ یورپ کے ہاں اُن کو ''کاک میکاک'' کہا جاتا ہے، ابن خلدون نے ''غوغ ماغوغ'' نقل کیا ہے، اہلِ برطانیہ وجرمن خود کو ''ماجوج'' کی نسل سے کہتے ہیں، اہلِ روس ''یاجوج'' کی نسل سے ہیں، اور ظاہر ہے کہ یہ سب انسان ہی ہیں۔

..... مگر اِن میں سے کسی پر بھی قرآنی بیان ''مفسدون فی الأرض'' نہیں صادق آرہا ہے، اِس لیے کہ ''فساد'' تو نسلوں کو برباد کرنے، کھیتیوں کو اجاڑنے، آبادیوں کو ویران کرنے، لوٹ مار کرنے، اور غارت گری کرنے کو کہتے ہیں، نہ کہ سیاست اور تدبیر کے ذریعہ حکومت حاصل کرنے کو۔

اور اِن اقوام کا موجودہ غلبہ سیاست وتدبیر کے ذریعہ ہوا ہے، فساد وغارت گری کے ذریعہ نہیں۔

یاجوج ماجوج کا عام خروج ایک سے زائد مرتبہ ہوگا، جیسا کہ وہ پہلے بھی نکل چکے ہیں، اور روئے زمین پر فساد وغارت مچا چکے ہیں، البتہ آخر زمان میں اُن کا وہ خروج ہوگا جس کا تذکرہ قرآن وحدیث میں وارد ہوا ہے، اور وہ سب سے سخت ترین ہوگا۔

تو یہ عام خروج اُس مخصوص وموعود خروج کے منافی نہیں ہے، جیسا کہ خوارج سے متعلق

احادیث؛ ہیں تو ان کی ایک مخصوص جماعت کے بارے میں ، مگر ان کا سلسلہ آگے بھی چلتا رہا۔

قرآن میں یہ کہیں نہیں ہے کہ دیوار کے انہدام کے فوراً بعد اُن کا خروج ہوگا، قرآن میں تو دو الگ الگ مضمون ہیں، جن کو بعض نے ایک دوسرے سے مربوط سمجھ لیا:

ایک تو ہے اندکاکِ سدّ وانہدامِ دیوار، دوسرے ہے یاجوج ماجوج کا کھولا جانا اور اُن کا خروج۔

ایسا ہوسکتا ہے کہ دونوں میں کچھ فاصلہ ہوجائے، جیسے کہ علاماتِ قیامت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات، فتح بیت المقدس، اور فتحِ قسطنطنیہ کا ذکر آتا ہے، مگر اِن تینوں کا فاصلہ معلوم ہے! تو ایسے ہی اندکاکِ سدّ یہ ایک الگ علامت ہے، اور خروجِ موعود یہ مستقل علامت ہے، دونوں میں اتصال ضروری نہیں۔

قرآن سے تو بس اتنا معلوم ہو رہا ہے کہ خروجِ موعود انہدامِ سدّ کے بعد ہوگا، اُس سے پہلے نہیں، باقی اتصال وانفصال کی کوئی بحث قرآن میں نہیں ہے۔

## مرزا قادیانی کی کسی بحث کے رد میں فرماتے ہیں:

پس معاملہ اِس پر ٹھہرا کہ ابھی اور انتظار کیا جائے، اور غیب کی خبروں پر یقین رکھا جائے، کیوں کہ اگر وہ کسی اور طور پر نکل بھی چکے ہوں پھر بھی معہود وموعود طریق پر بہر حال نہیں نکلے ہیں، لہذا وہ دیوار منہدم ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو، مرزا کے باطل استدلال کی بنا بہر حال منہدم ہوگئی!۔

مرزا: یورپین اقوام کو یاجوج ماجوج کہتا ہے، تو اگر وہ یاجوج ماجوج ہوں بھی تو اس سے فرق کیا پڑتا ہے؟ ان کا یہ خروج سدّ ذوالقرنین سے تو ہوا نہیں ہے؟ پھر یہ تو خود کو مغل (منگول) کہتا ہے، اور (مؤرخین کے بقول) مغل بھی تو یاجوج ماجوج ہی کی نسل سے ہیں!۔

یہ بات اہلِ جغرافیہ کے نزدیک مسلّم ہے کہ اَب بھی بہت سے پہاڑ، صحراء اور سمندر کے حالات سامنے نہیں آسکے ہیں۔

یاجوج ماجوج کے بارے میں حقیقی علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے، اور جو شخص یہ دعوی کرتا ہے کہ اُس نے زمین کے تمام گوشوں کی پوری تحقیق کرلی ہے تو وہ جاہل ہے، کیوں کہ تحقیق کار تو خود ہی اعتراف کرتے ہیں کہ زمین کے ابھی بہت سے حصے ایسے باقی رہ گئے ہیں جہاں ہماری رسائی نہیں ہوسکی ہے، جن میں روس کے طویل پہاڑی حصے بھی شامل ہیں، تو ماہرین کی طرف سے ایسے اعتراف کے ہوتے ہوئے اِدھر اُدھر کی بکواس سے کیا فائدہ؟۔

یہ ہے یاجوج ماجوج سے متعلق علامہ کشمیریؒ کی تحقیقات وتطبیقات کا مستند خلاصہ، اور آپ کے مجموعۂ کلام سے آپ کے کبارِ تلامذہ: مولانا بدر عالم میرٹھیؒ، علامہ محمد یوسف بنوریؒ، مفتی محمد شفیع پاکستانیؒ، اور

مولانا حفظ الرحمن سیوہارویؒ جیسے حضرات نے بھی یہی کچھ سمجھا ہے، بلکہ مؤخرالذکر دونوں بزرگوں نے اپنے نادرۂ روزگار استاد ہی کے حوالہ سے اپنی اپنی کتابوں میں اسی کی پرزور ترجمانی بھی فرمائی ہے۔

لہٰذا اسی کو حضرت العلّامہؒ کی رائے سمجھنا چاہیے، اور اس کے علاوہ کوئی خلافِ جمہور بات حضرتؒ کی طرف منسوب کرنا، بہت بڑی زیادتی اور ناانصافی ہے، حضرت کا دامنِ تحقیق اِس طرح کے داغ سے پاک وصاف ہے۔

## مسکِ ختام:

نصوص کے اِس طرح کے بے محل انطباقات کی کوششوں کا سلسلہ مسلمانوں کے مرعوب افراد وطبقات کی جانب سے ایک مدت سے جاری ہے، جس زمانے میں اِس انحراف کی ابتدا ہوئی تھی، اُسی زمانے (۱۹۲۸ء، ۱۹۲۹ء) میں مولانا عبدالماجد دریا آبادیؒ نے بھی اپنے اَخبار ''سچ'' میں اسی طرح کا ایک غیر مستند مضمون شائع کر دیا تھا۔

پھر جب اپنی شرعی ذمہ داری کا اِحساس ہوا تو اس سلسلہ میں اُس وقت کی سب سے مستند علمی شخصیت حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ سے رجوع کیا، حضرتؒ نے مضمون ملاحظہ فرما کر ایک جامع اصولی استدراک تحریر فرمایا تھا، جو ''سچ'' کے صفحات میں شائع بھی ہو گیا تھا۔

اُس مضمون کی اہمیت، افادیت اور ضرورت چوں کہ آج بھی اُسی طرح قائم ہے جس طرح کہ روزِ اول میں تھی، اِس لیے آئندہ صفحات میں ''مسکِ ختام'' کے طور پر وہ پورا مضمون، اور اُس پر مولانا مرحوم کے تاثراتی کلمات ''حکیم الامت: نقوش وتاثرات'' (ص ۱۰۶:-111) سے نقل کیے جاتے ہیں:

(خوب خیال کر کے پڑھیے کہ ''حکیم الامت'' کی یہ بیسویں قسط بقلم عبدالماجد نہیں، بقلم حکیم الامت ہے)

1— : نصوص کا اپنے ظواہر پر محمول کیا جانا، اِجماعی منقولی مسئلہ ہے اور معقولی بھی، ورنہ تمام نصوص اور تمام قوانین سے اَمن مرتفع ہو جاتا ہے، البتہ اگر کوئی عقلی یا نقلی صارِف ہو تو بہ ضرورت غیر ظاہر پر کر لیا جائے گا، مگر صارف کا محض خیالی یا ذاتی ہونا کافی نہیں، ورنہ ہر فرقہ قرآن وحدیث کا تحریف کرنے والا ایسے خیال وذوق کا مدعی ہو سکتا ہے۔

اور صوفیہ کی تاویل اس سے مستثنیٰ ہے، کیونکہ وہ ان معانی کے مدلولِ نص ہونے کے مدعی نہیں، بلکہ اصل مدلولات کو قبول کر کے، ان مدلولات کے مشابہ کو بہ طور اعتبار کے ظاہر کرتے ہیں۔

(احقر عرض کرتا ہے کہ یہاں بات محققین صوفیہ کی ہو رہی ہے کہ ان کے ہاں نصوص میں جو نِکات ولطائف پیدا کیے جاتے ہیں، وہ اُس آیت یا روایت کے معنیٔ اصلی اور مفہومِ قصدی کے طور پر نہیں، بلکہ صرف نکتے اور لطیفے کے طور

پر ہوتے ہیں، جن کو حضرت تھانویؒ اپنی اصطلاح میں ''اعتبار'' سے تعبیر کرتے ہیں، جو اگر درست ہوں فبہا ونعم، اور اگر درست نہ ہوں تو اُن کے فساد سے کسی عقیدہ یا فکر پر زد بھی نہیں پڑتی، وہ اپنی جگہ محفوظ رہتا ہے۔

برخلاف ملحدین ومتجددین کے، کہ یہ لوگ نصوص کے مفہومِ مرادی پر حملہ آور ہوتے ہیں، اور ان کا مطلب قبول کرنے کی صورت میں اپنا پچھلا عقیدہ متزلزل ہوتا ہے، جیسا کہ محولہ بالا بیان میں جمہور کے متفقہ عقیدہ کو ''غلط فہمی'' سے تعبیر کیا گیا ہے، اور اپنے خالی الذہن سامعین کو اُس سے ''توبہ'' کرانے کی سعی کی گئی ہے، فإلی اللہ المشتکی سعدی)۔

احادیثِ متضمنہ خروجِ دجال ویاجوج وماجوج کو جو ''صحیحین'' میں مذکور ہیں، جو شخص خلوئے ذہن کے ساتھ پڑھے گا، اس کے ذہن میں بے تکلف جو معانی آویں گے وہی ان احادیث کے مشہور اور صحیح محمل ہیں۔

ان معانی کا امتناع، نہ کسی دلیلِ عقلی سے ثابت ہے اور نہ کسی دلیلِ نقلی سے، مثلا: کسی دوسری ایسی ہی صحیح حدیث میں اس کے خلاف آیا ہو، یا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے خروج کا کوئی زمانہ متعین فرمایا ہو، اور وہ زمانہ گذر گیا ہو، مگر ایسا بھی نہیں ہوا، بلکہ ایک حدیثِ صحیح میں تصریح ہے کہ آپ کو دجال کے متعلق یہ بھی احتمال تھا کہ شاید میرے ہی زمانہ میں ظاہر ہو جائے، تو ایسی صورت میں حقیقت کو چھوڑ کر مجاز مراد لینا کیسے صحیح ہوگا۔

(اس سے معلوم ہوا کہ دجال کوئی متعین ''شخص'' اور خاص ''فرد'' ہوگا، کسی عام ''ماحول'' یا ''قوم'' کو اُس کا مصداقِ حقیقی قرار دینا درست نہیں۔سعدی)۔

پھر وہ مجاز بھی بعض قلیل عبارات میں جاری کیا گیا ہے، اور جو عبارات اس مجاز سے بھی خالی چھوڑ دی گئی ہیں وہ بہت زیادہ ہیں، چنانچہ مضمونِ مذکور کی تاویلات کو احادیث پر منطبق کرنے سے واضح ہوسکتا ہے۔

چنانچہ نمونہ کے طور پر ایک عبارت بالمعنی پیش کرتا ہوں کہ ان دونوں واقعات کے وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف رکھتے ہوں گے، جس میں ایک واقعہ [دجال کا] ختم ہوگا، اور دوسرا [یاجوج ماجوج کا] شروع بھی اور ختم بھی ہوگا، اور حدیثوں میں آپ کے نام مبارک کے ساتھ لفظِ ''نبی اللہ'' بھی آیا ہے، اس لیے اس میں کوئی صحیح تاویل بھی نہیں ہوسکتی۔

اگر کسی کا دل چاہے ''مشکوۃ'' کے یہ اَبواب اُن مدعی صاحب کے سامنے لے کر بیٹھ جاوے، معلوم ہوجائے گا کہ کتنی جگہ گاڑی اٹکے گی۔

اسی لیے علمائے امت میں سے، خصوص سلفِ خیر القرون میں سے کسی کو ایسے معانی کا احتمال

بھی نہیں ہوا۔ اگر یہ کہا جائے کہ وقوع سے پہلے حقیقت سمجھ میں نہیں آتی، اول تو یہ بات غلط ہے، جب حقیقت واضح ہے تو سمجھ میں نہ آنے کی کوئی وجہ نہیں۔ پھر اس میں کلام ہے کہ جس کو وقوع کہا گیا ہے یہ وقوع ہے، یا نہیں؟ ممکن ہے وقوع اسی طور پر ہو جیسا مدلول متبادر ہے۔

پھر اگر علماء یا صحابہ نہ سمجھے ہوں، تو حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میں تو یہ احتمال نہیں، پھر جب بعض صحابہ کا متبادر معنی پر محمول کرنا آپ کو معلوم ہوا تھا، آپ نے اس کی نفی کیوں نہ فرمادی؟ اس معنی کی تقریر کیوں فرمائی؟

چنانچہ صحیح حدیث میں ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ابن صیاد پر دجال ہونے کا شبہ ہوا تو حضور سے اس کے قتل کی اجازت چاہی، آپ نے فرمایا: اگر یہ وہی ہے تو تم اس پر مسلط نہیں ہو سکتے، اگر وہ نہیں ہے تو اس کا قتل کرنا اچھی بات نہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کیوں نہ فرمایا کہ یہ دجال ہو سکتا ہی نہیں، کیونکہ دجال ”شخصِ واحد“ کا نام نہیں، خاص ”قوم“ کا نام ہے، اس لیے یہ دجال نہیں ہو سکتا، خصوص جب کہ وہ اس قوم میں بھی نہ تھا۔

پھر اگر ایسی ہی تاویلات کا باب مفتوح ہو تو اس کی کیا دلیل ہے کہ جو اِس وقت سمجھا گیا وہی مراد ہے، ممکن ہے دوسری قوم اور دوسرے واقعات مراد ہوں، جو واقع ہو چکے ہوں، یا آئندہ واقع ہوں۔

اور اِس حال میں مرزا [قادیانی] کی تاویل پر بھی، حتیٰ کہ دعویٔ نبوت میں بھی کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا، حالانکہ اس پر اعتراض کیا گیا ہے، اِس تحریر میں اُس نے بھی ایسی ہی تطبیق کی کوشش کی ہے، یہ دوسری بات ہے کہ دونوں تطبیقوں میں تعدادِ احادیث کی کمی وبیشی کا تفاوت ہو۔

کسی مدعا کے اِثبات میں زیادہ کوشش کرنا کوئی حقانیت کی دلیل نہیں ہے، اہلِ باطل نے اپنی آراء واَہواء کے اِثبات میں اس سے زیادہ کوشش کی ہے، مگر ان کے باب میں ارشاد ہوا ہے: {الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا}[الکہف]، اور اِرشاد ہوا ہے: {لَا يَأْلُونَكُمْ خَبَالًا}[آل عمران]۔

اِسی طرح دعا کے بعد رائے نہ بدلنا کوئی شرعی دلیل نہیں، مرزا نے بھی ایسے دعوے کیے ہیں، شرعی اَدِلّہ متعین ہیں، یہ ان میں سے نہیں، اور راز اس کا یہ ہے کہ بعض دعا شرائط سے خالی ہوتی ہے، اس لیے قبول نہیں ہوتی۔

پھر غضب پر غضب یہ ہے کہ بلا دلیل اپنے دعوی پر اتنا جمود ہے کہ مخالف پر جس کے پاس شرعی دلیل بھی ہے، طعن واستہزا و استخفاف، بلکہ سب وشتم بھی کیا گیا ہے، کیا یہ مجاز ایسا قوی وراجح ہو گیا ہے کہ حقیقت کا

قائل تمسخر و ابطال کے قابل ہو گیا؟! (یہ اہلِ باطل کا قدرِ مشترک شیوہ ہے۔سعدی)۔

مدیر صاحب سے یہ شکایت ہے کہ قبل تحقیق اس کو شائع کر دیا، خدا جانے کتنی اُمتِ محمدیہ غلطی میں مبتلا ہو گئی ہوگی، اور جو عذر اِشاعت کا لکھا گیا ہے، محقق علماء سے استفتاء کر لیا جائے کہ وہ عند اللہ عذر ہو سکتا ہے یا نہیں؟ تاوقتیکہ اس مضمون کے بُطلان کی اور اشاعت کے خطا ہونے کی تصریح شائع نہ کی جاوے''۔انتہی بلفظ حضرۃ التھانویؒ۔

---

**آخر میں قدرے تاخیر اور تکلف ہی سے سہی مولانا دریا آبادیؒ نے کافی حد تک یہ حقیقت پسندانہ اعتراف فرما ہی لیا:**

''دجال اور مسیحِ موعود اور یاجوج و ماجوج و مسائلِ متعلقہ سے صحیح عقائد بے شک وہی ہیں جن کی جانب مولانا کے تنقیدی مضمون میں اِشارہ موجود ہے، اکابر اہلِ سنت کا اس پر اتفاق ہے، لیکن گنجائش کسی نہ کسی حد تک اُن تعبیروں کی بھی نکل سکتی ہے جو حیدر آبادی مولوی صاحب ''سچ'' کے مضمون نگار نے اختیار فرمائی تھیں، اور اس لیے بہ طور ایک کمزور مذہب کے اس کی اشاعت میں بھی چنداں مضائقہ نہ تھا۔

لیکن ان تعبیرات کی کمزوری کی تصریح افسوس ہے کہ اس وقت نہ کر دی گئی، اور کی کیسے جاتی؟ جب خود ہی اس وقت اس حد تک کمزوری کا اِحساس نہ تھا، اور ادارتی خاموشی سے ''سچ'' داں (یا ''سچ'' خواں؟) طبقہ قدرتاً اور بالکل صحیح طور پر یہ سمجھتا رہا کہ اس نہایت درجہ طویل مضمون کو ادارتی تائید بھی حاصل ہے، اس طرح کی کوتاہیاں اور لغزشیں فرائضِ ادارت میں خدا معلوم کتنی اور بھی ہو چکی ہیں؟!''۔

**وهذا آخر ما أردت إيراده هنا، راجياً منه سبحانه وتعالى أن ينتفع به كاتبه وناظره، ونعوذ به تبارك وتعالى من الشرور والفتن ما ظهر منها وما بطن، وصلى الله وبارك وسلم على نبينا محمد، وعلى آله وأصحابه أجمعين، وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين.**

## خریدار حضرات سے

آپ حضرات کے ایڈریس کی سلیپ پر ختم مدت کی صراحت موجود ہے، برائے کرم اسے ملاحظہ کریں اور ماہنامہ کا سالانہ زرِ تعاون مبلغ تین سو روپئے سالانہ کے حساب سے جلد از جلد ارسال فرمائیں۔